لا جمعة ، ولا تشریق ، الا فی مصر جامع (الحدیث)

احسن القِریٰ فی توضیح اوثق العریٰ

مع ضمیمہ

التلمیع الی مفاسد التجمیع

جمعہ کی فرضیت کب اور کہاں ہوئی ؟ جمعہ کی نماز کہاں پڑھی جائے گی اور کہاں پڑھنا ناجائز ہے؟ جمعہ کے قیام کی شرطیں کیا ہیں؟ نبی آخر الزماں ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے جمعہ کی نماز کہاں پڑھی؟ اور حکم کیا؟ ان سب سوالات کے محققانہ مدلل جواب کے ساتھ غیر مقلدین کے مغالطّوں کا ازالہ اور ان کی حقیقت ——— ایک یقین آفریں کتاب۔

تالیف:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی قدس سرہٗ

ناشر

شیخ الہند اکیڈمی دار العلوم دیوبند

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم دیوبند

زیر انتظام

بدرالدین اجمل علی القاسمی، رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند

سلسلۂ مطبوعات شیخ الہند اکیڈمی (۳۲)

نام کتاب : احسن القریٰ
تالیف : شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ
سن اشاعت : ربیع الثانی، ۱۴۲۷ھ، مئی ۲۰۰۶ء
صفحات : ۲۸۰
تعداد اشاعت: بارِاول، گیارہ سو
کمپیوٹر کتابت: محمد عیاض قاسمی، دیوبند
ہدیہ : =/

ناشر

شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

فون: 01336-222429

علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قائم ہو چکا تھا تو اب اس تفتیش کی حاجت نہیں کہ آپ کی اذن سے ہوا تھا یا کیونکر، غایۃ مافی الباب یہ روایت حقیقت میں مرفوع نہ ہوگی تو حکما تو ضرور اس کا مرفوع ہونا ثابت ہے، انتہی ملخصاً۔

جواب

مجیب کے اس تحکم بیجا کا تو یہی معقول جواب معلوم ہوتا ہے کہ اہل جواثا چند اشخاص چند دنوں کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ مسائل ضرور یہ سیکھ کر اپنے وطن کو واپس ہو گئے ان کو شرائط جمعہ کی خبر نہیں ہوئی، مدینہ طیبہ میں اقامت جمعہ کو دیکھ کر انہوں نے بھی بوجہ عدم علم شرائط جواثا میں جا کر جمعہ قائم کرلیا اور جو کچھ کیا بالکل اپنی رائے سے کیا اہل عوالی چونکہ ہمیشہ خدمت مبارک میں آتے جاتے رہتے تھے اور واقف حالات تھے ان کو پورے حالات معلوم تھے اس لئے انہوں نے اول سے لیکر آخر تلک ایک دفعہ بھی اقامت جمعہ کسی قریہ میں نہ کی، ورنہ یہ امر کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ اہل جواثا کو تو یہ مسئلہ معلوم ہو جائے اور اہل عوالی میں سے کسی کو خبر ہی نہ ہو اور نہ آپ ان کو مطلع فرمائیں اور یہ بات اقرب الی الفہم اور مشاہد ہے کہ برائے چندے حاضر ہونے والوں کو بہت سے امور مخفی رہ جاتے ہیں، حضرت عمرو بن سلمہ کی قوم نے آپ سے **لیؤمکم اکثر کم قرآنا**[1] سن کر اپنے قبیلہ میں پہنچ کر عمرو بن سلمہ کو امام مقرر فرمادیا جو چھ سات برس کے تھے اور نماز میں کشف عورت غلیظ بھی ہو جاتا تھا جب کہ دیکھنے والوں نے **الا تغطون عنا است قارئکم**[2] کہا تو ستر عورت کا بندوبست کیا گیا اور انصاف کی بات جو اہل علم کے نزدیک مسلمات سے ہے یہ ہے کہ اقوال وافعال صحابہ حضرات صحابہ ہی پر موقوف سمجھے جاتے ہیں تاوقتیکہ کسی دلیل سے ان کا مرفوع ہونا ثابت نہ ہو جائے، مقدمہ ابن صلاح میں بیان موقوف میں فرماتے ہیں **وھو**[3] **ما یروی عن الصحابة رضی اللّٰہ عنهم من اقوالهم وافعالهم ونحوها فیوقف علیهم ولا یتجاوز به الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم**، انتہی۔

اہل جواثا کو تو مدت العمر میں صرف چند دنوں کے لئے آپ کی خدمت اقدس میں شرف اندوزی کی نوبت آئی وہ حضرات جو تمام زمانہ بعثت میں برابر خدمت میں حاضر رہے اور اہل جواثا سے ہر کمال علمی وعملی میں فائق اور احق شمار ہوتے ہیں ان کا قول اور فعل تو مطلقاً مرفوع گنا ہی نہیں جاتا دیکھئے قول حضرت

[1] بخاری جلد ثانی، کتاب المغازی، باب ص ۶۱۶، مکتبہ مصطفائی دیوبند
[2] بحوالہ مذکورہ
[3] مقدمہ ابن الصلاح بیان موقوف، النوع السابع معرفۃ الموقوف، ص ۴۳، مکتبہ اشرفیہ دیوبند

اٹھیں گے جس کو دیکھ کر تعجب پر تعجب ہوتا ہے شاید دو نقطے غلطی سے زائد لگ گئے ہوں اجمالی طور پر بھی ان کا ذکر بے سود اور بار خاطر معلوم ہوتا ہے مگر چونکہ مجیب ان کو اپنے حق میں سند کمال اور مایۂ کبر و ناز خیال فرما رہے ہیں اس لئے ان کو بالکلیہ ترک کر دینا بھی شاید غیر مناسب ہو بالآخر یہ خیال میں آیا کہ جن باتوں کو عبارات اوثق العریٰ سے کچھ لگاؤ ہو ان کو بالتفصیل اور جو امور مطالب اوثق العری سے اجنبی محض ہیں ان کو غایت مافی الباب بالا جمال عرض کر دیا جائے مولانا ظہیر احسن شوق کے جن کے جواب میں مجیب نے یہ مباحث عشرہ اصل میں پیش کئے ہیں انہوں نے جملہ امور کا جواب تفصیلی بیان فرمایا ہے اس لئے جملہ امور کی تفصیل کے ساتھ تردید بیان کرنا اور بھی زیادہ فضول نظر آتا ہے۔

بحث اول

مجیب ابوالمکارم نے اثر مذکور لاجمعۃ ولاتشریق الافی مصر جامع پر اول یہ بحث پیش کی ہے کہ یہ اثر موقوف ہے مرفوع نہیں اور کسی امر کی فرضیت قول صحابی سے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ثبوت فرضیت کے لئے دلیل قطعی درکار ہے اور اس کی تائید کے لئے عبارت مجمع الانہر بھی نقل کی ہے۔

جواب

جس کے جواب میں ہم کو بشرط فہم وانصاف یہی عرض کرنا کافی ہے کہ اول تو اثر مذکور حسب قواعد مسلمہ علماً حکماً مرفوع ہے اور دیگر روایات مرفوعہ صحیحہ اور تعامل نبوی وغیرہ اس کی موید چنانچہ اوثق العریٰ میں بالتصریح موجود ہے اور بجواب مجیب بنارسی ہم بھی مفصلاً عرض کر آئے ہیں مجیب ابوالمکارم کی کس قدر بے انصافی اور بے باکی ہے کہ اوثق العریٰ کی ان تمام باتوں کو یک لخت چھوڑ کر فقط یہ کہہ دیا کہ یہ روایت مرفوع نہیں بلکہ حضرت علیؓ کا قول ہے اہل علم کو ان کے ایسے فضول ابحاث سے ان کی ناواقفی اور مطلق العنانی خوب واضح ہوتی ہے اور اثر مذکور میں ایسی لغویات سے کوئی سقم نہیں آ سکتا۔

بحث ثانی

دوسری یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دلیل قطعی کی ضرورت فرض اعتقادی کیلئے ہوتی ہے فرض عملی کیلئے دلیل ظنی بھی کافی ہے چنانچہ کتب حنفیہ میں اس کی تصریح موجود ہے جس سے بشرط فہم اشکال موجودہ مجمع الانہر کا جواب سہولت کے ساتھ سمجھ میں آ سکتا ہے بحث ثانی میں مجیب نے بہت کچھ زدر طبع

علی کرم اللہ وجہہ لا جمعۃ و لاتشریق الخ کو آپ خودموقوف غیرمرفوع فرمارہے ہیں حالانکہ اثر مذکور مرفوعاً بھی منقول ہے مگراس وجہ سے کہ وہ سندیں قوی نہیں ہیں ان کو کالعدم قرار دیکر اثر مذکور کو موقوف فرمایا جاتا ہے جب باوجودان سب باتوں کے حضرت علی کے قول کو مرفوع نہیں کہا جاتا تو پھر اقامت جمعہ فی الجواثا کو جس میں جملہ ترجیحات مذکورہ معدوم ہیں اور کوئی روایت ضعیف بھی اس کی مرفوع ہونے کو ظاہر نہیں کرتے کیونکر مرفوع کہہ سکتے ہیں اور ہمارے مجیب ابوالمکارم اس پر بھی اگر قصہ جواثا کو بلا وجہ حکماً مرفوع فرماتے ہیں تو قطع نظر اس امر سے کہ یہ ان کا فرمانا قواعد کے خلاف ہے اس صورت میں قول حضرت علی کو بطریق اولی حکما مرفوع کہنا پڑے گا مجیب کو لازم تھا کہ کوئی ایسی وجہ بیان فرماتے کہ جس سے قصہ جواثا کا حکما مرفوع ہونا اور قول حضرت علی کا غیر مرفوع ہونا اہل عقل کی سمجھ میں آسکے ورنہ دعویٰ بے دلیل قابل سماعت ہوتا تو لقال من شاء ما شاء حضرات علماء نے قول صحابی کو صرف ایسے موقع میں حکما مرفوع فرمایا ہے جو مدرک بالقیاس نہ ہو اور رائے کو اس میں دخل نہ ہو علی الاطلاق قول وفعل صحابہ کو حکما مرفوع فرمانا کسی طرح قابل تسلیم نہیں اور مذہب اہل حدیث وفقہاء کے صریح مخالف ہے اور احادیث میں اس کے شواہد بکثرت موجود ہیں کما لا یخفی علی الماھر.

جواب جمعہ جواثی از جانب حنفیہ

بالجملہ مجیب ابوالمکارم کا یہ فرمانا (کہ جب جواثا میں جمعہ آپ کے عہد مبارک میں قائم ہو چکا تھا تو اب اس تفتیش کی ضرورت نہیں کہ آپ کے اذن سے ہوا تھا یا بلا اذن ہوا تھا) بالکل بے اصل اور غیر قابل التفات ہے البتہ علامہ شوکانی اور حافظ ابن حجر نے جو جمعہ جواثا کو مستدل بنایا ہے اور حنفیہ کے استدلالات اور اعتراضات کا جواب دیا ہے جس کی توضیح وتحقیق اوثق العریٰ میں موجود ہے اس کی نسبت جو ہر دو مجیب نے تحریر فرمایا ہے اس کی کیفیت عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں، اس لئے یہ التماس ہے کہ قصہ جواثا سے جن حضرات نے اقامت جمعہ فی القریٰ ثابت فرمائی تھی اس کے جواب میں حنفیہ نے اول یہ عذر پیش کیا تھا کہ جواثا کا قریہ ہونا ثابت اور مسلم نہیں چنانچہ اس کی تفصیلی بحث معروض ہو چکی، دوسرا عذر یہ پیش کیا تھا کہ یہ بعض صحابہ کا فعل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے وہاں جمعہ کا قائم ہونا یا بعد اطلاع آپ کا تقریر وتسلیم فرمانا کسی روایت سے ثابت نہیں ہوا تاوقتیکہ کسی دلیل سے یہ نہ معلوم ہو کہ آپ کے ارشاد سے یہ جمع قائم کیا گیا تھا یا آپ نے اس کو تسلیم فرمالیا تھا اس وقت تلک یہ دلیل قابل تسلیم اور حنفیہ پر حجۃ نہیں ہوسکتی چنانچہ علامہ عینی فرماتے ہیں ولئن[1] سلمنا انھا قریۃ فلیس فی الحدیث انہ صلی اللّٰہ

[1] عمدۃ القاری شرح بخاری للعینی الجزء السادس، باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن ص ۱۸۷، المکتبۃ الرشیدیہ پاکستان

دکھلایا ہے اور فضول گوئی کا پورا حق ادا کیا ہے جس کو دیکھنا بھی ہر ایک کا کام نہیں مگر مدعائے اصلی فقط اتنا ہے کہ مجیب ابوالمکارم فرماتے ہیں اثر حضرت علی سے اس وقت استدلال صحیح ہوسکتا ہے جب حضرت علی سے مصر جامع کی تعریف بھی منقول ہو ورنہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ مصر جامع کی تعریف میں اختلاف ہے۔

جواب

ہم کو سخت اندیشہ ہے کہ اگر ہمارے مجیب نے خدانخواستہ دو چار قواعد اور ایسے ہی ایجاد فرمادیئے تو کوئی نص بھی غالباً قابل استدلال باقی نہیں رہے گی، کیل، فرق، صاع، مد، مکوک، ذراع، درہم، دینار قلہ، بلکہ حیض، نفاس، سفر وغیرہ وغیرہ امور کی تفسیر وتحدید میں اختلاف ہے تو اب جن احادیث میں ان امور کا ذکر ہے ان سے حسب اختراع مجیب اس وقت تلک استدلال صحیح نہیں ہوسکتا جب تک ان امور کی تحدید وتعیین بھی خود شارع علیہ السلام سے منقول نہ ہوئی افسوس جن غریبوں کو غیظ وغضب کے ساتھ اہل الرائے کہا جاتا ہے اور مخالف حدیث کہہ کر دل ٹھنڈا کیا جاتا ہے ایمان سے فرمادیجئے کہ ان میں سے کسی نے بھی ایسی خرافات کی وجہ سے کسی حدیث کو ساقط الاحتجاج قرار دیا ہے صاحبو اگر عمل بالظاہر اور محبت احادیث اسی حماقت اور خودراء کا نام ہے کہ جب کسی قول اور روایت معتبرہ سے جان بچانی ہوئی تو خلاف عقل ونقل محض حماقت سے اس میں خدشہ نکالنے کو موجود ہوگئے تو نعوذ باللہ منہا اس کے بعد ہم مجیب سے دو باتیں اور دریافت کرتے ہیں امید کہ اپنے قاعدہ مخترعہ کو ملحوظ فرما کر ہمارے استفسار کا جواب شافی دیا جائے اول یہ کہ مجیب کے قاعدہ کی موافق حدیث لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے فرضیت قراءۃ فاتحہ اس وقت تک ثابت نہیں ہوسکتی جب تک کہ تعیین وتحدید فاتحہ بھی حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محقق نہ ہولے کیونکہ تحدید فاتحہ میں اختلاف ہے بعض تسمیہ کو فاتحہ میں شمار کرتے ہیں بعض خارج بتلاتے ہیں دوسرے قصہ جواثا جو روایت ابن عباس سے مروی ہو چکا ہے اس سے بھی استدلال صحیح نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ خود حضرت ابن عباس سے قریہ کی تعریف منقول نہ ہو باقی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ گو ہمارے مجیب اور ان کے ہم مشرب صحت جمعہ کے لئے کسی موضع کی تخصیص نہ فرمائیں مگر مصر قریہ صحرا کی تعریف ومصداق میں ان کو بھی باہم فرق تسلیم کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا ہم کو کیونکہ ہمارے مجیب وغیرہ امتیاز فی الحکم کے منکر ہیں امتیاز اور تباین فی المصداق تو ایسا بدیہی اور مسلم امر ہے کہ کوئی دیوانہ بلکہ کوئی ملا معترض بھی اس کا انکار نہیں کرسکتا تو اب امور مذکورہ کی مصداق اور تعریف میں باہم امتیاز جیسا ہم کو ضروری ہے ہمارے مجیب

اوران کے ہم مشربوں بلکہ سارے جہاں کوایسا ہی ضروری اور بدیہی التسلیم ہےاس لئے مجیب اوران کے موافقین کو چاہئے کہ مصر کی تعریف واضح اور جامع مانع تحریر فرمائیں مگر سوچ سمجھ کرانشاءاللہ اس سے بعض وہ مغالطے کہ جس میں مجیب وغیرہ مبتلا ہیں اوراوروں کو مبتلا کرنا چاہتے ہیں بسہولت طے ہو جائیں گے اوراگر مجیب کچھ سوچ سمجھ کراس سے پہلوتہی فرمائیں اور بغرض پردہ پوشی یہ کہیں کہ گومصر قریہ وغیرہ میں فرق بدیہی اور مسلم ہےمگر ہم کواس کے فرق بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اقامت جمعہ کے لئے سب امکنہ برابر ہیں اگر ہم کسی قسم کی تخصیص کے قائل ہوتے تو ہم کوتعریف وامتیاز کی ضرورت ہوتی تو اول تو اہل فہم ان کی اس پہلوتہی اور عذر لچرکوسن کرہی انشاءاللہ ان کی عقل وفہم کا موازنہ کرلیں گےشروح بخاری کو ملاحظہ کرلیجئے شوافع وغیرہ حضرات بھی مصر وقریہ کی تعریف بیان فرمارہے ہیں اس کے سوا مجیب بنارسی اثر حضرت علی کی تطبیق میں یہ ارشاد کرآئے ہیں کہ امصار میں اقامت جمعہ اولی ہےتو اب امصار گوصحت و وجوب جمعہ کے ساتھ مخصوص نہ ہوں مگر اولویۃ جمعہ کوتو وہ بھی مختص بالا مصار فرمائیں گےاس لئے مصر وقریہ کی تمیز وتحدید کرنی ضروری ہے۔علاوہ ازیں مصر کو جانے دیجئے مگر روایت جواثا میں جوکہ مجیب کا مستدل ہے جب لفظ قریہ صریح موجود ہےتو قریہ کی تعریف جامع مانع ضرور ہونی چاہئے اور مجیب کے قاعدہ کے موافق تو خود حضرت ابن عباس سے منقول ہونا ضروری ہے بقول مجیب کہیں ایسا نہ ہوکہ حضرت ابن عباس کے نزدیک قریہ سے مراد کچھ اور ہواور ہمارے مجیب کچھ اور سمجھ کر ہر جگہ جمعہ پڑھ کر اور پڑھوا کر گنہگار ہوں اور گنہگار کریں بالجملہ مجیب اوران کے ہم مشرب جن کوتعریفات مصر منقولہ احناف میں طرح طرح کے خیالات پیش آتے ہیں جن کی وجہ سے احناف پر بلا وجہ الفاظ طعن وتشنیع استعمال کئے جاتے ہیں اور ہمارے مجیب اس بارے میں حضرت علی کوحکم مقرر فرمانے کی رائے دے رہے ہیں ان کولازم ہے کہ مصر یا قریہ کی تعریف جامع مانع تفصیل کے ساتھ خواہ مشورہ کے بعد خواہ فرادی فرادی بیان فرمائیں اوراس کے بعد کسی کوحکم مقرر کرنے کی فکر کریں اور ہم تو مجیب کی اس تمام خرافات کوتسلیم کرکے بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت حذیفہ سے تعریف مصر میں مثل المدینہ اور مثل المدائن خود منقول بھی ہے چنانچہ بحوالہ ابن حزم اورابن ابی شیبہ منقول ہو چکا۔

بحث ثالث

اثر حضرت علی میں مجیب نے بحث ثالث جو بیان فرمائی ہےاس کا مطلب یہ ہے کہ جب حنفیہ کے نزدیک علاوہ امام دو یا تین آدمیوں سے بھی جمعہ صحیح ہو جاتا ہےتو پھر مصر جامع کی شرط سے کیا فائدہ کیونکہ

مصر جامع کی شرط تو اسی غرض سے تھی کہ اگر مصلی فوج داری کریں تو حاکم روک دے اور یہ تین چار آدمی کیا فوجداری کر سکتے ہیں۔

جواب

جنابِ من چار آدمیوں سے جمعہ کا جائز اور صحیح ہو جانا اور بات ہے اتنی بات سے یہ لازم نہیں آتا کہ مجمع عظیم کا ہونا نہ ہونا برابر ہے عرف و عادت کو دیکھئے تو جمعہ میں مجمع پورا ہوتا ہے اور حکم شرعی کو ملاحظہ فرمایئے تو یہی امر مستحسن ہے کہ جمعہ میں مجمع عظیم ہونا چاہیئے اس لئے مصر و اذن عام جمعہ کے لئے ضروری ہوا یہ دوسری بات ہے کہ کسی مجبوری کی وجہ سے اگر چار آدمی ہی ہوں گے تو جمعہ درست ہو جائے گا اگر مجیب کا یہی فہم ہے تو حدیث **یومّ القوم اقرء هم لِکتاب اللّٰه**[1] پر بھی ضرور یہ اعتراض کریں گے کہ جب قراءۃ فاتحۃ الکتاب صحت صلوٰۃ کے لئے کافی ووافی ہے تو پھر اقرء لکتاب اللہ کے ارشاد سے کیا فائدہ؟ مجیب کے سامنے فہم کی بات عرض کرنا تو بقول شخصے رونا اور اپنی آنکھیں کھونا ہے مگر اہل انصاف و طالب حق کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اجتماع مسلمین اور اشاعت دین نہایت مہتم بالشان اور جامع خیر و برکات دارین ہے مگر ان میں باہم فرق مراتب ضرور ہے جس کی وجہ سے شارع علیہ السلام نے ان کے قیود و شروط از منہ وامکنہ کو ان کے مناسب حال متعین فرما کر سب کو مطلع کر دیا قیود مذکورہ کا لحاظ نہ کرنا اور ایک کو دوسرے کے ساتھ مختلط کر دینا انہیں کا کام ہے جن کو حقیقت تک رسائی نہیں اور حقیقت شناسان احکام شریعت کی اتباع سے بھی استنکاف ہے اس کی تفصیل سے بوجوہ متعددہ معذور ہوں مگر ایک دو حوالہ عرض کئے دیتا ہوں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت اور جمعہ کے بیان میں اس مضمون کو اپنی تصنیفات میں ذکر فرمایا ہے حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں **والاشاعۃ**[2] **اشاعتان اشاعة فی الحی و اشاعة فی المدینة و الاشاعة فی الحی تیسیر فی کل وقت صلوٰة والاشاعة فی المدینة لا تیسیر الاغبّ طائفة من الزمان کالا سبوع** دوسرے موقع میں فرماتے ہیں **لمّا**[3] **کان حقیقة الجمعة اشاعة الدین فی البلد وجب ان ینظر الی تمدن وجماعة** حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رسالہ ایضاح میں بدعت وصفیہ کی بحث میں ارشاد فرماتے ہیں وازاں[4] جملہ است تعیین امکنہ یا بطریق لزوم

---

[1] ترمذی جلد اول، باب من احق بالامامۃ ص ۵۵ (رشیدیہ دہلی)
[2] حجۃ اللہ البالغہ، الجماعۃ ص ۲۵ (مطبع اشرفی دیوبند)
[3] حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم الجمعہ ص ۳۰ (مطبع اشرفی دیوبند)
[4] ایضاح الحق الصریح ص ۱۹ (افضل المطابع شیخ الٰہی بخش)